www.KitaboSunnat.com

رسولِ مقبولؐ ایک مقنن کی حیثیت سے

عنایت اللہ وارثی

آنحضرت ؐ کی سیرت بیان کرتے وقت آج کل آپؐ کو مختلف حیثیتوں میں علیحدہ علیحدہ پیش کرنے کا رواج ہے۔ ان میں سے آپؐ کی "قانون ساز" ہونے کی حیثیت اہم ترین ہے، ایک تو اس وجہ سے کہ ریاست و سیاست کے تین شعبوں مقننہ، عدلیہ اور انتظامیہ میں بنیادی اہمیت مقننہ کو حاصل ہے کیونکہ انتظامی اصلاحات اور عدالتی انصاف کا پہلا مرحلہ متوازن قانون سازی ہی ہے۔ دوسرا اس وجہ سے کہ یہ مسئلہ شروع ہی سے معرکۃ الآراء بنا ہوا ہے کہ خود سنت کو قرآن سے کیا تعلق حاصل ہے۔ اس مسئلہ کی تفصیلات جس قدر نازک ہیں اسی قدر موجودہ دور میں ان کے بارے میں ذہنوں کی صفائی کی ضرورت ہے تاکہ بدلے ہوئے حالات میں بھی شریعت کو اس کے مالک کی مرضی کے مطابق اپنایا یا نافذ کیا جا سکے۔ یہ بھی واضح رہے کہ آنحضرت ؐ کی یہ حیثیت اہم ترین ہونے کے ساتھ ساتھ جامع ترین بھی ہے کیونکہ اسلام انسانی زندگی کو ایک وحدت قرار دے کر اس کا مکمل ضابطہ حیات ٹھہرتا ہے لہذا آنحضرت ؐ کی قانون سازی بھی اس مکمل وحدت کے لیے ہے۔ اس موضوع کے متذکرۃ الصدر دو پہلوؤں میں سے پہلے کے بعض گوشے ذیل میں اجاگر کیے گئے ہیں جبکہ دوسرے پر کچھ بحث رسول مقبول ؐ نمبر (حصہ اول) میں ملاحظہ کی جا سکتی ہے۔ (ادارہ)

آنچہ مے گوئی کہ آں بہتر زحسن
یار من ایں دارد و آں نیز ہم

قانون کی اصل غرض و غایت معاشرے میں امن و امان کا قیام اور ہر شخص کے ہر جائز حق کی حفظ و نگداشت ہے۔ پہلے حصہ کا زیادہ تعلق ضابطہ فوجداری سے اور دوسرے کا دیوانی سے۔ اسے عدلیہ اور انتظامیہ کے دو شعبوں پر بھی تقسیم کیا جا سکتا ہے ـــــ ہر وہ قانون جو اس غرض کو پورا کرے گا اور جس قدر زیادہ اچھی صورت میں پورا کرے گا اسی قدر وہ قانون قابلِ اعتماد، زیادہ قابلِ تعریف، زیادہ مقبول اور زیادہ مفید ہو گا۔ اور

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پھر اس قانون کو پیش کرنے والا بھی اسی قدر زیادہ محسنِ انسانیت اور زیادہ سے زیادہ تحسین و آفرین کا مستحق ٹھہرے گا۔

محسنِ عالم حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی مقدس شخصیت کو ایک مقنن کی حیثیت سے دیکھنے کے لیے آپ کے پیش کردہ قانون اور قانون کے نتائج کو دیکھنا بالعموم ضروری ہے اور بالخصوص ان گہری بنیادوں پر بھی غور کرنا ضروری ہوگا جو ان مشہور اور عام فہم نتائج اور تاریخی حقائق کے نہایت لطیف، دُور رس فطری وجوہ و اسالیب اور محرکات ہیں جن وجوہ و اسالیب اور محرکات نے اس قانون کو قابلِ عمل، سہل القبول اور مقبول عام بنایا۔ کیوں کہ کوئی قانون بہتر سے بہتر کیوں نہ ہو جب تک اُس پر عمل نہ ہو بے کار محض ہوتا ہے۔ اور اس سے کوئی فائدہ حاصل نہیں ہوتا۔ اسلامی قانون کی سب سے بڑی خوبی یہی ہے کہ یہ رواج و نفاذ کی خود ایک زندہ قوت اور تحریک ہے۔

جہاں تک قانون کی ترتیب کا تعلق ہے یہ قانون خالقِ کائنات کا بنایا ہوا ہے۔ مخلوق کے کسی فرد کا اس میں دخل نہیں۔ خلیفۃ اللہ حضرت آدم علیہ السلام سے چل کر آج تک ہر پیغمبر نے یہی وضاحت کی ہے۔ خدا ہی کی حاکمیت کو منوایا ہے اور خدا ہی کا قانون پیش کیا ہے۔

وَمَا اَرْسَلْنَا مِنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا لِيُطَاعَ بِاِذْنِ اللّٰهِ (سورہ نساء رکوع ۹)	ہم نے جو رسول بھی بھیجا ہے اسی لیے بھیجا ہے کہ اذنِ خداوندی کی بنا پر اس کی اطاعت کی جائے۔

انبیائے کرام علیہم السلام کی دعوت اور دنیا کے سیاسی حکمرانوں کی حکومت میں یہی سب سے بڑا مابہ الامتیاز ہے کہ جہاں سیاسی حکمرانوں نے عوام کو اپنے زیرِ فرمان رکھنے اور انہیں اپنی غلامی کا طوق پہنانے کی کوشش کی ہے وہاں انبیاءؑ کی مقدس جماعت نے عوام کو اپنے ہم جنس بندوں کی غلامی سے نجات دے کر خدا کا بندہ بنانے کی مہم چلائی ہے جس کی بندگی اور غلامی سے کسی کو عار و استنکار نہیں ہو سکتا۔

مَا كَانَ لِبَشَرٍ اَنْ يُّؤْتِيَهُ اللّٰهُ الْكِتٰبَ وَالْحُكْمَ وَالنُّبُوَّةَ ثُمَّ يَقُوْلَ لِلنَّاسِ كُوْنُوْا عِبَادًا لِّيْ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَلٰكِنْ كُوْنُوْا رَبّٰنِيّٖنَ بِمَا كُنْتُمْ تُعَلِّمُوْنَ الْكِتٰبَ وَبِمَا كُنْتُمْ تَدْرُسُوْنَ ۙ وَلَا يَاْمُرَكُمْ اَنْ تَتَّخِذُوا الْمَلٰٓئِكَةَ وَالنَّبِيّٖنَ اَرْبَابًا ؕ اَيَاْمُرُكُمْ بِالْكُفْرِ بَعْدَ	کسی انسان کا یہ کام نہیں کہ اللہ تو اس کو کتاب اور حکم اور نبوت عطا فرمائے اور وہ لوگوں سے کہے کہ اللہ کے بجائے تم میرے بندے بن جاؤ۔ وہ تو یہی کہے گا کہ سچے اللہ والے بنو جیسا کہ اس کتاب کی تعلیم کا تقاضا ہے جسے تم پڑھتے اور پڑھاتے ہو۔ وہ تم سے ہرگز یہ نہ کہے گا کہ فرشتوں یا پیغمبروں کو اپنا رب بنا لو کیا ممکن ہے کہ ایک نبی تمہیں کفر کا حکم دے جب کہ تم مسلم ہو

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

إِذْ أَنتُم مُّسْلِمُونَ ۝ (آل عمران)

لَن يَسْتَنكِفَ الْمَسِيحُ أَن يَكُونَ عَبْدًا لِّلَّهِ وَلَا الْمَلَائِكَةُ الْمُقَرَّبُونَ ۝ (النساء - ۴۴)

مسیح اس بات کو عار نہیں سمجھے گا کہ وہ اللہ کا ایک بندہ ہو اور نہ مقرب ترین فرشتے اس کو عار سمجھتے ہیں۔

اس مقدس دعوت میں یہ نفسیاتی تحریک بنیادی حیثیت سے شامل ہے کہ وہ انسان جو اپنے ہم جنسوں کی غلامی میں زندگی بسر کرنا قطعاً پسند نہیں کرتا اسے خدا کے ترتیب دیئے ہوئے ایک ایسے قانون کی سرپرستی کا آرام دہ سایہ نصیب ہو گیا جو لم یلد ولم یولد کا بنایا ہوا ہے جس میں کسی کی طرفداری کا شائبہ تک نہیں قانون بنانے والے سے اپنی رعایا کی زندگی کا کوئی گوشہ پوشیدہ نہیں، کوئی تقاضا نظر سے اوجھل نہیں کسی تقاضے کا پورا کرنا اسے مشکل نہیں۔

قانونی پابندی کی مشکل کا حل

قانون کوئی بھی ہو آخر پابندی کا تقاضا کرتا ہے۔ اور پابندی بہرحال ایک ناگوار حقیقت ہے۔ لیکن خدا کی بارگاہ وہ بارگاہ یا پناہ گاہ ہے جہاں اللہ کے بندوں نے یہی التجا پیش کی ہے کہ تیری بے نیاز مشفقانہ تادیب میں بھی ہماری بھلائی ہی بھلائی ہے یا رالہٰا! ہم کو اپنے ہم جنسوں کے رحم وکرم پہ نہ چھوڑ!

مسلط مکن چو منے بر سرم ز دستِ تو بہ گر عقوبت برم
بہ گیتی نہ باشد بتر زیں بدے جفا بردن از دستِ ہمچوں خودے

علامہ اقبال مرحوم فرماتے ہیں:

آدم از بے بصرے بندگیٔ آدم کرد گوہرے داشت ولے نذرِ قباد وجم کرد
یعنی از خوئے غلامی زسگاں خوار تراست من ندیدم کہ سگے پیش سگے سرخم کرد

اس کے مقابلہ میں خدا کی وہ بندگی اور خدا کے قانون کی وہ پابندی جو اس کا بندہ رضا کارانہ قبول کرتا ہے اور جس پابندی میں قبول واذعان کی فطری کشش موجود ہوتی ہے وہ دل تنگی کا سامان نہیں ہوتی بلکہ عین راحت ہوتی ہے اور سکون واطمینان کا سامان بن جاتی ہے یہاں تک کہ اس کا گرفتار گرفتاری پہ نہیں آزادی میں ضائع کیے ہوئے وقت پہ پچھتاتا ہے۔

نالہ از بہر رہائی نکند مرغِ اسیر
خورد افسوسِ زمانے کہ گرفتار نہ بود

مسلماں کی آزادی کے معنی یہی ہیں کہ اسے اس پابندی سے روکنے والی کوئی قوت راہ میں حائل

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نہ رہ جائے۔

خلاص حافظ ازاں زلفِ تابدار مباد
کہ بستگانِ کمندِ تو رستگار انند

دیگر بے شمار ایسے فطری محرکات میں سے جو رسول مقبول ؐ کے پیش کردہ قانون کی پابندی از خود قبول کرنے کے لیے انسان کو آمادہ کرتے ہیں ایک یہ مذکورہ عقیدہ ہے کہ یہ خالق کائنات کا قانون ہے اسے قبول کرنے میں کسی ننگ و عار کا شائبہ تک نہیں بلکہ اس کی پابندی وہ پابندی ہے جو ہر غلامی سے آزاد کر دیتی ہے۔

یہ ایک سجدہ جسے تو گراں سمجھتا ہے
ہزار سجدے سے دیتا ہے آدمی کو نجات

۲۔ دوسری امتیازی خوبی اس میں یہ ہے کہ دنیا کے تمام نئے اور پرانے قوانین کے مقابلہ میں اس قانون کا پیش کرنے والا (صلی اللہ علیہ وسلم) خود بھی اپنے پیش کردہ قانون کا بالکل اسی طرح پابند ہے جس طرح ایک عام شہری۔ بلکہ پہلا پابند خود ہے اور بعد میں یہ پابندی کسی دوسرے تک پہنچتی ہے۔

اٰمَنَ الرَّسُوْلُ بِمَآ اُنْزِلَ اِلَيْهِ مِنْ رَّبِّهٖ وَالْمُؤْمِنُوْنَ كُلٌّ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَمَلٰٓئِكَتِهٖ وَكُتُبِهٖ وَرُسُلِهٖ (البقرہ۔۲۸۵)	رسول اس ہدایت پر ایمان لایا ہے جو اس کے رب کی طرف سے اس پر نازل ہوئی ہے اور جو لوگ اس رسول کو ماننے والے ہیں انہوں نے بھی اس ہدایت کو دل سے تسلیم کر لیا ہے یہ سب اللہ اور اس کے فرشتوں اور اس کی کتابوں اور اس کے رسولوں کو مانتے ہیں۔

اسلامی آئین اور عوامی تحریک

عوام کے لیے اس قانون کو قبول کرنے میں یہ صورتِ حال ایک ایسی فطری تحریک اور بوئے جنسیت کی ایسی نفسیاتی تسکین کا سامان بن جاتی ہے کہ ہر خاص و عام اس خوشگوار پابندی کے لیے مجبور نہیں بے تاب ہو جاتا ہے۔

بائیبل کے مطالعہ سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ لاوی خاندان (نسل ہارونؑ) کو کس قدر قانونی تحفظ حاصل تھے بلکہ بے شمار مراعات ملی ہوئی تھیں جن میں عوام کا کوئی حصہ نہ تھا۔ سوختنی قربانی صرف اسی خاندان کا حق تھا۔ دنیا کا سب سے بڑا اور پہلا مقنن "منو" جس نے ہندو جاتی کے لیے سمرتی ترتیب دی۔ اسے پڑھ کر دیکھیے کہ اس نے پہلے نسل آدم کو چار ورنوں (طبقوں) برہمن کشتری، ویش اور شودر پر تقسیم کر کے ایک نہ ختم ہونے والی بے انصافی کی پائیدار بنیاد رکھ دی اور ہر طبقہ کے علیحدہ علیحدہ حقوق و فرائض

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مقرر کیے سب سے اونچے طبقہ برہمن کو قدم قدم پر تحفظات اور مراعات سے نوازا۔ افلاطون کے فلسفہ تک دیکھ جاؤ تو طبقاتی امتیازات قدم قدم پر نظر آئیں گے۔

رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے پیش کردہ قانون کے اجرا و نفاذ میں جو طریق عمل اختیار فرمایا وہ یہ ہے کہ قانون کے سامنے ہر چھوٹا بڑا یکساں تھا۔ یہاں تک کہ خود اپنی ذات بھی مستثنیٰ نہ تھی۔ بلکہ انا اول المسلمین کہہ کر آپ نے اپنے آپ کو سب سے پہلا قانون کا پابند عملاً ثابت کر دیا۔ اور قانون کے احترام کی بے نظیر مثال قائم کر دی۔

قبیلہ مخزوم کی ایک عورت چوری کے جرم میں گرفتار ہوتی ہے۔ حضرت اسامہؓ بن زیدؓ جن سے آنحضرت صلعم نہایت محبت رکھتے تھے، لوگوں نے ان کو سفارشی بنا کر خدمتِ نبویؐ میں بھیجا۔ آپ نے فرمایا اسامہؓ! کیا تم حدودِ خداوندی میں سفارش کرتے ہو۔ پھر آپ نے لوگوں کو جمع کر کے خطاب فرمایا، تم سے پہلی امتیں اسی لیے تباہ و برباد ہو گئیں کہ جب معزز آدمی کوئی جرم کرتا تو تسامح کرتے اور معمولی آدمی مجرم ہوتے تو سزا پاتے۔ خدا کی قسم اگر محمدؐ کی بیٹی فاطمہؓ چوری کرتی تو اس کے بھی ہاتھ کاٹے جاتے۔"

مرض الموت میں آپؐ نے مجمع عام میں اعلان فرمایا کہ میرے ذمہ اگر کسی شخص کا کچھ قرضہ آتا ہو یا کسی جان و مال و آبرو کو کوئی صدمہ پہنچا ہو تو میری جان و مال و آبرو حاضر ہے۔ ایک صحابیؓ نے کہا کہ جنگ بدر کے موقع پر صفیں سیدھی کراتے ہوئے آپؐ نے مجھے تیر کی لکڑی سے چوکا دیا تھا۔ آپؐ نے فرمایا بدلہ لے سکتے ہو۔ انہوں نے کہا اس وقت میرا بدن ننگا تھا۔ آپؐ نے کرتہ اتار دیا لیکن صحابیؓ مہرِ نبوت کو بوسہ دے کر عذر خواہ ہوا اور پیچھے ہٹ گیا۔

اسی نظری تعلیم اور عملی تربیت کا نتیجہ تھا کہ آنحضرت کے جانشین جو اس نظامِ حکومت میں قوم کے سربراہ بنتے رہے اپنی ماتحت عدالتوں اور اپنے مقرر کیے ہوئے ججوں کے سامنے مدعا علیہ کی حیثیت سے اپنے مدعیوں اور مستغیثوں کے برابر مجرموں کے کٹہروں میں کھڑے ہوتے رہے۔ تاریخ کے صفحات اس قسم کے واقعات سے پُر ہیں۔

قانون بھی خالقِ کائنات کا بنایا ہوا اور اس کے اجرا و نفاذ کا یہ امتیازی طرزِ عمل، اس کا لازمی نتیجہ تھا کہ اسی دور میں دنیا نے وہ امن و اطمینان حاصل کیا، جس کی نظیر انسانی تاریخ میں کسی دوسری جگہ نہیں ملتی۔

۳۔ تیسری امتیازی خوبی اس قانون اور مقنن میں یہ ہے کہ اس نے ایک معیّن روزِ جزا کا عقیدہ دیا جس دن تمام پوشیدہ سے پوشیدہ جرائم کھل کر سامنے آجائیں گے اور دنیا میں ایک دوسرے کو دیئے ہوئے

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سارے دھوکے مغالطے نکل جائیں گے۔ اس عقیدے کو واضح کرنے میں رسول مقبول ﷺ کے طرزِ عمل کا ایک واقعہ کافی ہے۔

ام سلمیٰ رض کہتی ہیں کہ ایک مرتبہ آپ نے اپنے حجرہ کے دروازہ کے قریب لوگوں کو جھگڑتے سنا تو آپ ﷺ باہر تشریف لے آئے اور فرمایا۔

إنما أنا بشر وانه يأتيني الخصم فلعل بعضهم ألحن بحجته من بعض فأحسبه انه صادق فقضيته بحق مسلم فانما هي قطعة من النار فليحملها او يذرها

میرے پاس مقدمہ آتا ہے۔ مدعی اپنی چرب زبانی سے دعویٰ ثابت کر دیتا ہے حالانکہ حق دوسری جانب ہوتا ہے، میں اس بیان کے مطابق اس کے حق میں فیصلہ نافذ کرتا ہوں۔ مگر وہ یہ سمجھ لے کہ ایک مسلمان کا مال ناجائز طریقہ سے لینا آگ کو لیتا ہے۔ اب وہ آزاد ہے اسے قبول کرے یا چھوڑ دے۔

روزِ جزاء کی جواب دہی کا ذمہ دارانہ تصور اس سے زیادہ کیا دلایا جا سکتا تھا کہ آنحضرت صلعم نے اس دن کے فیصلے کے سامنے اپنے فیصلے کو بھی بے حقیقت قرار دے دیا۔ یہ واقعہ ایک طرف آپ کی بے نفسی کی انتہا ہے اور دوسری طرف قانون الٰہی کی پابندی کا وہ ہمہ گیر اثر پیدا کرتا ہے جس سے زیادہ اثر پیدا کرنا ممکن نہیں۔ قرآن مجید کے الفاظ میں سنئے:

ما كنت بدعا من الرسل وما ادري ما يفعل بي ولا بكم

میں انوکھا رسول نہیں ہوں میں نہیں جانتا کہ میرے ساتھ کیا ہو گا اور تمہارے ساتھ کیا۔

آپ ﷺ کے اس طرزِ عمل نے اسلام قبول کرنے والوں کے ضمیر کو اس حد تک بیدار کر دیا اور آخرت کے عقیدے نے یہ بیداری اس مقام تک پہنچا دی کہ لوگ قانون کی پابندی ہی میں دنیوی اور اُخروی راحت یقین کرنے لگے۔ ہر مرد عورت نے اس پابندی ہی کو ذریعۂ نجات یقین کر لیا۔ اور یہ یقین معاشری اور معاشی زندگی کے اطمینان اور امن کا مستقل سرمایہ بن گیا۔ اس سلسلہ میں ذیل کے دو واقعات بطور شہادت کافی ہوں گے۔

بریدہ رض سے روایت ہے انہوں نے کہا۔ ماعز بن مالک نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور کہا اے اللہ کے رسول ﷺ مجھے پاک کر دیجیے؟ آپ نے فرمایا: تیرا برا ہو لوٹ جا اور اللہ کے حضور توبہ و استغفار کر لے"۔ راوی کہتا ہے وہ تھوڑی دور تک واپس گئے پھر لوٹ آئے اور پھر یہی کہا کہ "اے اللہ کے رسول ﷺ مجھے پاک کر دیجیے! نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے پھر وہی جواب دیا۔ تین بار

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ایسا ہی ہوا چوتھی بار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "میں تجھے کس چیز سے پاک کردوں؟ وہ بولے زنا سے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں سے پوچھا یہ شخص پاگل تو نہیں؟ آپ کو بتایا گیا کہ وہ پاگل نہیں ہے۔ آپ نے دریافت فرمایا کیا اس نے شراب پی رکھی ہے؟ ایک شخص نے اٹھ کر ماعز کے منہ کی بُو سونگھی تو اسے شراب کی بو نہیں ملی۔ آپ نے پھر ان سے پوچھا کیا تم نے زنا کیا ہے؟ انہوں نے کہا "ہاں" اس پر آپ نے حکم صادر فرمایا اور ان کو سنگسار کر دیا گیا۔

اس واقعہ کو دو تین دن گزرے ہوں گے کہ ایک دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور آپ نے فرمایا" ماعز بن مالک کے لیے مغفرت کی دعا کرو اس نے ایسی توبہ کی ہے جو اگر ایک پوری قوم کے درمیان تقسیم کر دی جائے تو ان سب کے لیے کافی ہو۔"

پھر آپ کے پاس قبیلہ ازد کے بطن غامد کی ایک عورت آئی اور اس نے کہا: "اے اللہ کے رسول مجھے پاک کر دیجیے"! آپ نے فرمایا "تیرا بُرا ہو لوٹ جا، اور اللہ کے حضور توبہ و استغفار کر لے" وہ بولی "آپ مجھے ماعز بن مالک کی طرح لوٹانا چاہتے ہیں؟ یہ زنا سے قرار پایا ہوا حمل ہے۔" آپ نے فرمایا کیا تو (زنا سے) حاملہ ہے؟ اس نے کہا "ہاں" آپ نے فرمایا" وضع حمل تک انتظار کر" راوی کہتا ہے کہ پھر آپ نے اس عورت کو بچہ جننے تک کے عرصہ کے لیے ایک انصاری کی نگرانی میں دے دیا کچھ عرصہ بعد اس انصاری نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آکر اطلاع دی کہ غامدی عورت بچہ جن چکی ہے آپ نے فرمایا "مگر ہم ایسا نہیں کریں گے کہ اسے سنگسار کر دیں اور اس کے شیر خوار بچہ کو اکیلا چھوڑ دیں۔ کوئی اسے دودھ پلانے والا نہ ہو" آپ نے اس سے کہا کہ "لوٹ جا اسے دودھ پلا جب دودھ چھڑا لینا تب آنا۔ جب وہ دودھ چھڑا چکی تو بچہ کو لے کر آپ کے پاس آئی بچہ کے ہاتھ میں روٹی کا ایک ٹکڑا تھا۔ اس نے آپ سے کہا رسولِ خدا میں نے اس کا دودھ چھڑا دیا ہے اور اب یہ کھانا کھانے لگا ہے۔ آپ نے بچہ کو کسی مسلمان کے حوالے کر دیا اور اس عورت کے رجم کا حکم صادر فرمایا۔ چنانچہ اسے سینہ تک زمین میں گاڑ کر سنگسار کرا دیا۔ خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے ایک پتھر مارا جس سے خون کے چھینٹے اڑ کر خالد کے چہرہ پر پڑے۔ انہوں نے عورت کو بُرے الفاظ سے یاد کیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا" خالد ذرا سنبھل کر، اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے اس عورت نے ایسی توبہ کی ہے جو اگر ناجائز چنگی وصول کرنے والا بھی کرتا تو اسے بخش دیا جاتا" پھر آپ نے اس کے جنازہ کی نماز پڑھی اور اسے دفن کرایا۔ (مسلم۔ نسائی)

اگر کسی "قانون اور مقنن کی خوبی و کامیابی کا تعلق قانون کے قابلِ عمل ہونے اور عوام کے دل میں قانون

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کا احترام موجود ہونے سے ہے، تو اس لحاظ سے نہ اس قانون کی مثال دنیا میں ملے گی اور نہ ایسے مقنن کی ۔ ایک مرد اور ایک عورت دو مجرم آپ کے سامنے ہیں ۔ یہ مجرم اپنے انجام سے ناواقف قطعاً نہ تھے ۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے ان کا صرف اقرار جرم نہیں ۔ ہر ایک کا اصرار ہے کہ "اے اللہ کے رسولؐ مجھے پاک کیجیے" کیا یہ اصرار اس مقدس جذبہ اور اس قوت محرکہ کے وجود کی زندہ شہادت نہیں ۔ جس جذبے اور قوت کی حفاظت میں مجرم بطیب خاطر جان دیدینا ضروری سمجھتا ہے لیکن قانون کے احترام میں سرمو فرق آ نا پسند نہیں کرتا ۔ مقننؐ (شارع) رحم و عفو کے سارے جذبات کے باوجود حد جاری کرتا ہے اور مجرم اس شان سے قبول کرتے ہیں ۔

ایک مرتبہ پھر یاد کر لیجیے کہ کوئی اچھے سے اچھا قانون اس وقت تک مفید نہیں ہو سکتا جب تک اس کا احترام نہ ہو ۔ کیا دنیا میں کسی قانون کے احترام کی ایسی مثال موجود ہے ؟ اور کوئی ایسا مقنن تاریخ انسانی میں نظر آتا ہے ؟

اس قانون کی غرض اور اس مقننِ اعظمؐ کا مقصد صرف قیام امن ہے ۔ اس سلسلہ میں صرف ایک گزارش کافی ہو گی ۔

عدلیہ حقوق و فرائض کا فیصلہ کرتی ہے ۔ قانون کے اس شعبہ کا تعلق معاشرے کے ساتھ بالواسطہ ہے ۔ البتہ انتظامیہ کا تعلق انسانی معاشرے کے امن و امان سے بلاواسطہ اور قریب تر ہوتا ہے ۔ ضابطہ فوجداری کی آخری دفعہ اور جرائم میں سب سے بڑا جرم قتل ہے ۔ جس میں انتقام در انتقام کا سلسلہ تمام معاشرے کو ایک سرے سے دوسرے سرے تک آگ لگا دے سکتا ہے ۔ اور لگا دیتا ہے ۔ دنیا کے ہر قانون نے اس جرم کی سزا موت رکھی ہوئی ہے ۔ ہمارے مروجہ قانون میں فوجداری جرائم میں نہایت کم درجہ جرائم سے اوپر کوئی جرم بھی قابلِ راضی نامہ نہیں ۔ فوجداری میں مدعی حکومت ہوتی ہے فوجداری عدالتیں فریقین میں راضی نامہ کرانے کی مجاز نہیں ۔ سوائے اس کے کوئی صورت نہیں ہوتی کہ فریقین آپس میں راضی ہو کر غلط بیانات دیں شہادت تبدیل کریں اور عدالت کو مجرم کی بریت کے لیے گنجائش پیدا ہو جائے ۔ لیکن اسلام نے فوجداری کے آخری جرم قتل میں بھی راضی نامے کی گنجائش رکھی ہوئی ہے مقتول کے ورثا کو اختیار ہے کہ قصاص میں دیت وصول کریں یا معاف کر دیں ۔

فَمَنْ عُفِيَ لَهُ مِنْ أَخِيهِ شَيْءٌ فَاتِّبَاعٌ بِالْمَعْرُوفِ — اگر کسی قاتل کے ساتھ اس کا بھائی کچھ نرمی کرنے کے لیے تیار ہو تو معروف طریقے کے مطابق عمل ہونا چاہیئے ۔

مجرم کو مقتول کے ورثا کے سپرد کر دینے میں ایک طرف یہ فائدہ ہے کہ ارادہ قتل کرنے والا مجرم اپنا

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مستقبل خوب سوچ سکتا ہے اور ایسے خطرناک اور ظالمانہ فعل سے پہلے اسے سو بار سوچنا پڑے گا۔ دوسرے ورثاء معافی کا اختیار استعمال کر کے قتل در قتل کے انتقامی سلسلہ سے معاشرے کو بچا سکتے ہیں اور خود بچ سکتے ہیں۔ قانون کی اصل غرض وغایت جو قیام امن ہے معاشرے کو صرف اسی ایک صورت میں کامیاب ہو سکتی ہے۔

آدمیت احترام آدمی

اسلامی قانون اور اسلام۔ مقنن کی سب سے بڑی امتیازی شان یہ ہے کہ اس نے انسانی جان کے احترام کا وہ معیار قائم کیا ہے۔ جس کی مثال دنیا کے کسی قانون میں نہیں ملتی اَلْحُرُّ بِالْحُرِّ وَالْعَبْدُ بِالْعَبْدِ . . . . بنیادی قانون کا اعلان کر کے "خونِ شاہ رنگین تر از معمار نیست"، کا یقین دلایا اور پھر فرمایا۔ کہ ایک قتل ناحق ساری دنیا کو قتل کر دینے کے برابر ہے۔

مَنْ قَتَلَ نَفْسًا بِغَيْرِ نَفْسٍ اَوْ فَسَادٍ فِي الْاَرْضِ فَكَاَنَّمَا قَتَلَ النَّاسَ جَمِيْعًا ط

جس نے کسی انسان کو خون کے بدلے یا زمین میں فساد پھیلانے کے سوائے کسی اور وجہ سے قتل کیا اس نے گویا تمام انسانوں کو قتل کر دیا۔

مومن کو ہتھیار سے اشارہ کرنا بھی انسان کو جہنمی بنا دیتا ہے۔

ایک مرتبہ آپ نے کعبہ کو مخاطب کر کے مجمع عام میں فرمایا:

ما اطيبك واطيب ريحك۔ ما اعظمك واعظم حرمتك والذى نفس محمد بيده لحرمة المؤمن اعظم عند الله حرمة منك ماله ودمه وان يظن به خيرا۔ (بخاری)

تو کیسا سرسبز و شاداب ہے اور تیری خوشبو کیسی خوش ہے۔ تو کیسا عظیم ہے اور تیری امت کس قدر بلند ہے اس ذات کی قسم جس کے قبضہ میں محمدؐ کی جان ہے۔ یقیناً مؤمن کی حرمت اللہ کے نزدیک تیری حرمت سے بڑھ کر عظیم ہے اسی طرح اس کا مال اور اس کا خون۔ ضروری ہے کہ نیک ظن رکھا جائے۔

آپ کے اس ارشاد نے انسانی جان کے اتلاف کا وہ خاص چور دروازہ بھی ہمیشہ کے لیے قطعاً بند کر دیا جو عقیدت کے پردوں کے پیچھے انسانی زندگی کے ہر نیک وبد دور میں برابر کھلا رہا ہے۔ اور لوگ اپنے اپنے زعم کے مطابق مقدس مقامات پر دشمن تو رہے ایک طرف اپنے فرزندوں تک کو ذبح کرتے رہے ہیں اور لعنت و نفریں کے بجائے اس درندگی پر تحسین و آفرین کے مستحق ٹھہرتے رہے ہیں۔ دنیا کے ہر قانون میں قانون کے تحت انتظامیہ کے کارکن کسی قتل کے الزام میں ایک شخص کو گرفتار

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کو کے عدالت میں پیش کر دیتے ہیں۔ عدالت اسے اس الزام سے بری قرار دے دیتی ہے۔ اس کے بعد انتظامیہ نے کبھی اصل قاتل کو تلاش نہیں کیا۔ کیا مقتول بھی اس فیصلہ کے بعد زندہ ہو گیا ہے؟ اور قتل نہیں رہا؟؟ — اسلام کا قانون ایسے ناقص انصاف کا قائل نہیں یہاں مجرم خود پیش ہوتا ہے اور پھر سب سے آخری عدالت کا فیصلہ اور فیصلے کا آخری دن بہرحال باقی ہے۔ یہ وہ نظام ہے جو ان فطری حقائق کی بنیاد پر قائم ہوا ہے اور قائم رہنا اس کے لیے مقدر ہو چکا ہے۔

ہزاروں ہزار درود و سلام ہوں اس محسنِ انسانیت کی مقدس ذات پر جس نے انسانی جان کی حفاظت اور امن امان کے قیام کے لیے صرف ایک بے مثال قانون ہی پیش نہیں کیا بلکہ اس مثالی قانون کے اجراء و نفاذ کے سلسلہ میں وہ وہ سہولتیں پیدا کیں، تحریکیں اٹھائیں اور اپنی پاک زندگی کے لیے ایسے عملی نمونے پیش کیے جن سے یہ قانون خود بخود نفاذ و اجراء کی ایک فعال قوت بن گیا۔ ماننے والوں نے مجبور ہو کر نہیں مانا بلکہ مقنن کی موجودگی اور رہنمائی ہی میں اپنے نہ ماننے پر متاسف ہوئے اور دورِ انکار پر پچھتائے رُبَمَا يَوَدُّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَوْ كَانُوْا مُسْلِمِيْنَ ۝

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ صَلٰوةً تَامًّا وَّبَارِكْ وَسَلِّمْ

رہِ خلد ہے راہِ کوئے محمدؐ

عبدالرحمٰن عاجزؔ

ہر اک لب پہ ہے گفتگوئے محمدؐ ہر اک دل میں ہے آرزوئے محمدؐ
فرشتوں میں پائی نہ انساں میں دیکھی جہاں سے نرالی ہے خوئے محمدؐ
گرفتار جن کی ہے جانِ دو عالم وہیں گیسوئے مشکبوئے محمدؐ
یہ دل چاہتا ہے وہ لب چوم لوں میں کہ جس لب پہ ہو گفتگوئے محمدؐ
برسنے لگی مجھ پہ رحمت خدا کی چلا جھوم کر جب میں سوئے محمدؐ
ہو میدانِ محشر کہ فردوسِ اعلیٰ رہوں ہر گھڑی روبروئے محمدؐ
مسلمان سب کٹ مریں غم نہیں ہے نہ جائے مگر آبروئے محمدؐ
ہو مسکن مرا یاالٰہی! مدینہ ہو مدفن مرا خاکِ کوئے محمدؐ

خدا کی قسم شک نہیں اس میں عاجزؔ
رہِ خلد ہے راہِ کوئے محمدؐ

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ